# روش زندگی حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا

ڈاکٹر مظفر سلطان حسن ترابی

خالق کائنات اور مالک موجودات پروردگار نے اشرف المخلوقات اور افضل موجودات مخلوق انسان کی تخلیق کے سلسلے میں لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْم[1] (ہم نے انسان کو بہترین پیکر اور اسٹرکچر میں پیدا کیا۔) کے اعلان کے ساتھ اسے ظاہری اور جسمانی طور پر بہترین شکل و صورت میں پیدا کرتے ہوئے اور اس کی تخلیق میں تسویہ وتناسب اور عدل و اعتدال سے کام لیتے ہوئے معتدل اور متناسب اعضاء و جوارح پر مشتمل بہترین پیکر عطا کیا اور اپنی اس اعلیٰ اور خوبصورت ترین مخلوق کو گویا اپنا شاہکار قرار دے کر اپنے حُسنِ خلقت پر ناز فرماتے ہوئے اعلان کیا کہ فَتَبَارَکَ اللہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْن[2] (بابرکت و باعظمت وجلالت ہے وہ خدا جو بہترین خالق ہے۔)

ظاہری اور مادی و جسمانی اعتبار سے انسان کو بہترین پیکر میں پیدا کرنے کے ساتھ ہی خالق کریم نے یہ بھی چاہا کہ اس کے حُسن خلقت کا یہ شاہکار حُسنِ صورت کے ساتھ ساتھ اخلاق حسنہ اور اعمال صالحہ کے ذریعے حُسنِ سیرت و حُسنِ اخلاق اور حُسنِ کردار و حُسنِ صفات سے آراستہ و پیراستہ ہو کر باطنی اور معنوی و روحانی اعتبار سے بھی باوقار ثابت ہو اور اوصاف حمیدہ کا مالک اور صفاتِ ستودہ کا حامل رہے۔ چنانچہ اس کی شخصیت سازی اور سیرت آرائی کی غرض سے اس کی تعمیر ذات و تطہیرِ صفات اور تزکیہ نفس کے لئے اپنے کچھ منتخب اور برگزیدہ اور پسندیدہ نمائندوں کو رسالت و نبوت کے منصب پر فائز کرکے اور اپنی شریعت کا امین و نقیب بنا کر انسانوں کی رشد و ہدایت اور ان کے کردار کی آرائش و زیبائش کے مقصد کے پیش نظر آئیڈیل شخصیت اور مثالی کردار کی حیثیت سے ان کو نبوت و رسالت اور امامت و ولایت کے عہدے پر سرفراز کرکے ان کے درمیان بھیجا۔

عورت ذات کی عزت و حرمت کو برقرار رکھنے کے لئے خواتین کی جماعت سے بھی حضرت حوّا و ہاجرہ، حضرت سارہ و آسیہ اور حضرت مریم و خدیجۃ الکبریٰ جیسی قابل فخر اور مایۂ ناز مخدراتِ باعظمت و جلالت کو بھی حُسنِ سیرت و حُسنِ کردار کی نعمت و دولت عطا کرکے ممتاز اور صاحبِ اعزاز بنا کر مثالی اور آئیڈیل اُسوہ و نمونہ کے طور پر طبقۂ نسواں سے منتخب کیا جو اپنے حُسنِ سیرت و حُسنِ کردار اور حُسنِ عمل و حُسنِ اخلاق کے ذریعے خاتون خانہ ہو کر بھی اور مخالف ماحول اور ناسازگار حالات میں رہ کر بھی خانگی و

خارجی ہر منزل ومقام اور ہر موقع و محاذ پر عزت و عظمت نسواں کی علامت اور ضمانت بن کر تاریخ سیرت و تاریخ انسانیت کے صفحات کی زیب وزینت قرار پائیں۔ یہاں تک کہ ان کی پاکیزہ سیرت و کردار کے نقش و نگار خدا کی مقدس کتاب قرآنِ کریم کے پاک اوراق پر بھی ثبت ہیں۔

یہ باعظمت و جلالت حق شناس و حق شعار مخدرات اپنے اپنے عہد، اپنے اپنے دَور اور اپنے اپنے زمانے میں کچھ مخصوص طبقہ نسواں کے محدود حلقے اور علاقے کے لئے نمونۂ عمل اور آئینہ کردار قرار دی گئی تھیں۔ لیکن ان سب سے منفرد و ممتاز، معزز و موقر اور محترم و مکرم ذات پاک پیکرِ عصمت وعفت، مرکز تقدس و طہارت، محورِ شرافت و نجابت، بانوئے عظمت وجلالت، منبع کرامت وفضیلت، مہبط دین وشریعت، منزل حق وصداقت، شریکِ کارِ رسالت، رفیق فریضہ امامت، بضعۃ الرسول، ام الائمہ، خاتونِ جنت، صدیقہ کبریٰ، سیّدہ طاہرہ، انسیہ حوراء، بتول عذراء حضرت فاطمہ زہرا (س) کی ہے جنھوں نے اپنے مختصر سے دورِ حیات میں ہی سقیفائی غصب وغضب، حکومتی جبر و قہر اور فسطائی دار و گیر کے پُر ہول ماحول اور پُر آشوب زمانے میں بھی گھر اور گھرانے اور مکان اور خاندان سے لے کر گھر بار اور سرکار اور دربار تک اور محرابِ عبادت سے لے کر میدان کارزار تک اسلامی اور انسانی سماج اور شرعی و بشری معاشرے کے لئے شاہراہ حیات میں ہر ہر قدم پر سیرت کی تعمیر و تطہیر اور تہذیب نفس وتدبیرِ منزل کے ایسے روشن وتابناک نقوش وخطوط ثبت کئے ہیں جو ہر سن و سال، ہر فرد و نوع، ہر طبقہ و جماعت اور ہر صنف و جنس کے لئے اسوۂ حسنہ و نمونۂ عمل کی بہترین مثال، روشن مشعل اور نشان منزل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ حضرت فاطمہ زہرا (س) کی عظمت وفضیلت کو بیان کرتے ہوئے علّامہ عبداللہ عبدالعزیز ہاشمی لکھتے ہیں کہ:

> "خدا کا یہ طریقہ کار رہا ہے کہ ہر زمانے میں اس نے مردوں میں ممتاز افراد پیدا کئے جیسے اس نے ہر زمانے میں انبیاء کو مبعوث فرمایا جو اپنے زمانے میں جدا شخصیت کے حامل تھے...... اسی طرح خدا نے ہر زمانے میں عورتوں میں بھی ممتاز کردار والی خواتین کو خلق کیا تاکہ وہ اپنے زمانے کی خواتین کے لئے نمونۂ عمل بن سکیں جیسے جناب مریم بنت عمرانؑ جو اپنے زمانے کی ممتاز خاتون تھیں جن کی روزی کی ذمہ داری خدا نے لی تھی۔ جب مریمؑ کا یہ عالم ہے کہ خدا اُن پر خوانِ نعمت جنت سے نازل فرماتا ہے جب کہ مریمؑ صرف اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار تھیں تو اُس فاطمہ (س) کی کیا منزلت ہوگی جو عالمین کی عورتوں کی سردار ہیں۔ اسی لئے خدا نے فاطمہ (س) کو خلق کیا تاکہ مومنین و مومنات کے لئے زندگانیٔ دنیا میں

نمونۂ عمل موجود رہے۔ اگر فاطمہ (س) جداگانہ شخصیت کی حامل نہ ہوتیں تو خدا ان کی رضا کو اپنی رضا اور ان کے غضب کو اپنا غضب قرار نہ دیتا۔" [۳]

## طینت و خلقتِ حضرت فاطمہ زہرا (س)

چونکہ خالق حکیم اور ربِ قدوس نے اس عصمت مآب اور عفت پناہ فخر تقدس وطہارت خاتون کو تمام دنیائے انسانیت اور خصوصاً اور عالم نسوانیت کے لئے ہر رشتہ و رتبہ اور ہر حلقہ و طبقہ کے لحاظ سے ایک نہایت عدیم النظیر اور فقید المثال ممتاز و منفرد نمونۂ عمل بنانے کا ارادہ فرمایا تھا اس لئے اس نورانی ذاتِ پاک کی طینت و خلقت کی تخمیر و تعمیر اور اس کی سیرت و شخصیت کی تشکیل و تکمیل کے سلسلے میں اس کی ولادت سے قبل اور ولادت کے بعد ہر منزل اور ہر مرحلہ میں قدرت نے بڑی احتیاط اور بڑے اہتمام کا مظاہرہ کیا۔ ایک طرف تو نور حضرت فاطمہ زہرا (س) کی عظمت کو اُجاگر کرنے کی غرض سے یہ اہتمام کیا کہ اپنے حبیب کو یہ مقدس نور ودیعت کرنے کے لئے معراج پر بلایا اور جنت کی سیر کرائی جیسا کہ صاحب "علل الشرائع" نے جناب ابن عباس سے واقعہ معراج کی کیفیت کی تفصیلات کے سلسلے میں روایت کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

> "ایک مرتبہ جناب عائشہ جناب رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ اپنی لختِ جگر کو بوسے دے رہے تھے۔ جناب عائشہ نے پوچھا یا رسول اللہؐ آپ انھیں بہت دوست رکھتے ہیں۔ فرمایا کہ اگر تم اس کے ساتھ میری محبت کا اندازہ کر سکو تو ضرور ان سے محبت بڑھاؤ گی۔ یہ ارشاد فرما کر رسول اللہؐ نے کیفیت معراج بیان فرمائی۔ اور آسمانوں کی کیفیتیں بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جب میں حجاب کے پاس پہنچا تو جبرئیل نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنت میں داخل کیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک شجر نورانی ہے۔ جس کے سائے میں دو فرشتے بیٹھے ہوئے حلے اور زیورات چن رہے ہیں میں نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ درخت کس کے لئے ہے۔ اس نے کہا کہ آپ کے بھائی علی ابن ابی طالبؑ کی مِلکیت ہے۔ اور یہ فرشتے قیامت تک ان کے لئے حلے اور زیورات چنتے رہیں گے۔ پھر میں آگے بڑھا۔ میں نے ایک رطب دیکھا جو مسکہ سے زیادہ نرم مشک سے زیادہ خوشبودار اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا۔ میں نے یہ رطب لے کر نوش کیا۔ پس یہ یہ رطب نطفہ بن گیا۔ جب میں واپس آیا تو یہ نطفہ رحم مطہر خدیجہ میں قرار پایا۔ پس فاطمہ (س) انسانوں میں حور ہے۔ جب

میں جنت کا مشتاق ہوتاہوں تو فاطمہ (صلوات اللہ علیہا) کی خوشبو سونگھ لیتا ہوں۔" ۴؎

مذکورہ واقعہ کے حوالے سے طینت و خلقت حضرت زہرا (س) کی تخمیر و تعمیر کے سلسلے میں علّامہ نجم الحسن کراروی "مدارج النبوۃ اور اعلام الوریٰ" کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ:

"مدارج النبوۃ" میں ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ جناب سیدہ (س) کو جب کہ وہ کمسن تھیں۔ اکثر اپنی گود میں بٹھالیا کرتے تھے اور ان کے لبوں کو بوسہ دیتے تھے۔ اس پر حضرت عائشہ نے کہا کہ آپ جناب فاطمہ (س) کے بوسے دیتے ہیں اور اپنی زبان ان کے منھ میں دے دیتے ہیں۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا، تمھیں معلوم نہیں، جب میں معراج پر گیا تھا جبرئیل نے مجھے ایک سیب جنت دیا تھا۔ میں نے اسے کھایا تھا اور اسی سے فاطمہؑ کا نطفہ وجود قائم ہوا۔ اے عائشہ جب میں جنت کا مشتاق ہوتا ہوں فاطمہؑ کی خوشبو سونگھتاہوں اور دہن فاطمہ (س) سے میوۂ جنت کا لطف اٹھاتا ہوں۔" ۵؎

دوسری طرف نورِ حضرت زہرا (س) کی طہارت و لطافت کی حفاظت و ضمانت کے مقصد سے اس کی تشکیل و تکمیل میں خدا نے اس قدر احتیاط کو پیش نظر رکھا ہے کہ اس کے لئے نہایت پاکیزہ اور باصفا فضا قائم کی اور روحانی و نورانی حالات و مقدمات فراہم کئے۔ جس کی کیفیت بیان کرتے ہوئے علّامہ عبداللہ عبدالعزیز ہاشمی رقمطراز ہیں کہ:

"خدا نے اپنے حبیب کو پابند کیا کہ آپ چالیس روز تک اپنے گھر تشریف نہ لے جائیں جہاں آپ کی زوجہ خدیجہ بنت خویلد رہتی ہیں۔ نبیؐ نے حکم الٰہی کی تعمیل فرمائی کیونکہ آپ باخبر تھے کہ کوئی خاص بات ہے کہ جس کی بنا پر خدا نے یہ حکم دیا ہے چنانچہ نبیؐ فاطمہ بنتِ اسد کے گھر جا کر مقیم ہوگئے اور چالیس شب و روز عبادت و ریاضت میں گذار دئے ادھر نبیؐ خدیجہ کی زیارت کے مشتاق تھے ادھر خدیجہ بھی آپ کی زیارت کی مشتاق تھیں جب چالیس روز مکمل ہوگئے تو جبرئیل نازل ہوئے اور فرمایا خدا نے آج آپ کے افطار کا انتظام کیا ہے جب افطار کا ہنگام آیا تو ایک خوان نبیؐ کے سامنے آیا جو رومال سے ڈھکا ہوا تھا اس خوان میں تر و تازہ انگور اور کھجور تھے نبیؐ نے طعام نوش فرمایا اور تھوڑا پانی پیا جب آپ نے چاہا کہ اپنے ہاتھ دھوئیں تو جبرئیل نے آپ کے دست مبارک پر پانی ڈالنا شروع کیا اور میکائیل نے آپ

کے ہاتھوں کو دھونا شروع کیا اس کے بعد میکائیل نے ایک رومال سے آپ کے دست مبارک کو خشک کیا۔ یہ ملائکہ فاضل طعام لے کر واپس آسمان کی طرف چلے گئے اب نبیؐ نے چاہا کہ نماز ادا فرمائیں تو جبرئیل امین نے بڑھ کر فرمایا اے نبیؐ آپ گھر تشریف لے جایئے آج کی شب خدا آپ کے صلب سے ایک پاکیزہ ذات خلق کرنے والا ہے۔ یہ تھے وہ مقدمات جن کو خلقت فاطمہ (س) سے قبل اپنایا گیا۔ منشائے الٰہی یہ تھا کہ زہراؑ کی خلقت طعام جنت سے قرار پائے۔"٦ے

### ولادتِ باسعادت

چونکہ رب قدوس نے حضرت فاطمہ زہراؑ کو مادی و معنوی، ظاہر و باطنی اور جسمانی و روحانی ہر اعتبار سے خواتین عالم کے لئے ایک مثالی کردار کی حیثیت سے کامل و اکمل نمونۂ عمل بنانے کا ارادہ کیا تھا اس لئے جس طرح آپ کی طینت و خلقت میں طہارت و پاکیزگی کا مکمل اہتمام فرمایا تھا کہ اس پر کسی بھی طرح کے رِجس و نجاست کا کہیں سے کوئی سایہ اور شائبہ تک نہ آنے پائے اسی طرح آپ کی ولادت باسعادت کے سلسلے میں بھی پوری احتیاط برتی اور اس بات کا پورا خیال رکھا کہ آپ کی ولادت کے موقع پر کوئی ایسی ذات شریک نہ ہو اور کسی ایسی عورت کا ہاتھ نہ لگے جس کی عظمت و فضیلت میں کسی طرح کا کوئی شک و شبہ ہو یا جس کی سیرت و شخصیت حضرت فاطمہ زہرا (س) کی عصمت و طہارت کے منافی ہو۔ چنانچہ مشیت ایزدی اور مصلحت الٰہی سے خود بخود ایسے حالات و معاملات پیدا ہوگئے تھے کہ آپ کی ولادت کے ایسے نازک وقت میں بھی زنان قریش اور خواتین مکہ نے آپ کی مادر گرامی حضرت خدیجہ علیہا اسلام کا بائیکاٹ کرکے کسی بھی طرح کی کوئی مدد کرنے سے بالکل صاف طور پر انکار کردیا تھا۔ چنانچہ اس وقت خدا نے ان کی مدد کرنے کے لئے دایہ اور قابلہ کی حیثیت سے حضرت سارہ زوجۂ حضرت ابراہیمؑ، حضرت آسیہ بنت مزاحم، حضرت مریم بنت عمران اور حضرت کلثوم خواہر جناب موسیٰؑ کو بھیجا اور خادمہ کی حیثیت سے حوران جنت کو مامور فرمایا۔ چنانچہ علّامہ عبد اللہ عبدالعزیز الہاشمی، مولانا حکیم سیّد ذاکر حسین اور مولانا نجم الحسن کراروی نے زنان قریش کے ذریعے جناب خدیجہ علیہا اسلام کے بائیکاٹ کی تفصیلات اور حضرت فاطمہ زہرا (س) کی ولادت باسعادت کے حالات اس طرح قلمبند کئے ہیں کہ:

"شب روز ایسے ہی گذرتے رہے جیسے ہی ولادت کا وقت قریب آیا تو قریش کی عورتوں نے خدیجہؑ کو طعنے دینا شروع کئے کہ تم نے فقیر و تنگ دست سے نکاح کیا ہے ہم اس مشکل گھڑی میں تمہارے کام نہ آئیں گے۔ جناب خدیجہؑ ان حالات میں

غمگین وپریشان تھیں۔ دیکھتی ہیں کہ چار خواتین آپ کے حجرے میں داخل ہوئیں ان میں سے ایک نے کہا: اے خدیجہ غم نہ کرو ہم کو تمہارے پروردگار نے تمہاری خدمت میں بھیجا ہے، ہم تمہاری بہنیں ہیں میں سارہ ہوں اور یہ آسیہ بنت مزاحم یہ جنت میں تمہاری ہم نشین ہیں اور یہ مریم بنت عمران ہیں، یہ کلثوم جناب موسیٰ کی خواہر ہیں۔ ان چار خواتین میں سے ایک جناب خدیجہؑ کے دائیں طرف ایک بائیں طرف ایک سامنے اور ایک پشت پر کھڑی ہوگئیں۔ اور جناب زہرا (س) کی ولادت ہوگئی۔ اس وقت ایک نور زمین سے ساطع ہوا جس سے مکہ کے تمام گھر روشن ہوگئے۔ زمین میں شرق وغرب تک یہ نور پھیل گیا۔ خانۂ خدیجہؑ میں دس حوریں نمودار ہوئیں جن کے ہاتھوں میں ایک طشت تھا جو آب کوثر سے پُر تھا جناب زہرا کو آب کوثر سے غسل دیا گیا اور ایک پارچہ میں لپیٹ دیا گیا اس پارچہ سے مشک وعنبر کی خوشبو آرہی تھی۔ اب جناب زہرا (س) نے اپنی زبان مبارک سے کلمۂ شہادتین جاری کئے۔ اہلِ سماوات ایک دوسرے کو اس مبارک گھڑی میں مبارکباد دے رہے تھے۔" ۷

## تعلیم وتربیت:

جس طرح نورِ حضرت زہراؑ کی نورانی طینت وخلقت کے معاملے میں خالق قدوس نے خاص اہتمام و احترام کا مظاہرہ کیا تھا اسی طرح اس ذاتِ پاک کی آموزش وپرورش کا انتظام بھی نہایت نورانی وروحانی فضا اور لاہوتی وملکوتی ماحول میں ہوئی جہاں حوروں کے تبسم تسبیح کی صداؤں میں ڈھل رہے تھے، غلمان کی ہنسی میں تقدیس کی پاکیزگی گھل رہی تھی اور فرشتوں کے قہقہوں سے تکبیر کے زمزمے اُبل رہے تھے۔ گویا پوری فضا اور سارا ماحول مکمل طور پر قدسی وبہشتی رنگ وآہنگ میں دُھلا، ڈھلا اور رنگا ہوا تھا۔ چنانچہ مولانا حکیم سید ذاکر حسین صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:

"جناب سیدہؑ اسی عالم میں پرورش پارہی تھیں۔ تکبیر وتہلیل کی صدائیں ان کی لوریاں تھیں۔ فرشتوں کے پر ان کے جھولے تھے۔ جبرئیل مگس رانی کے لئے کمر بستہ تھے۔ ملائکۂ مقربین روحانی تحفے ان کے سامنے لالا کر چنتے تھے۔ طائران قدس اپنے چہچہوں سے دل بہلاتے تھے۔ اور اس طرح رسول اللہؐ کی نور نظر حقیقی مسرتوں کے دامن میں پرورش پارہی تھیں۔" ۸

خدائے علیم و حکیم کی منتخب و برگزیدہ ہستیاں اور اس کی خاص نمائندہ شخصیتیں عام انسانوں کی طرح اس دنیا میں آکر دنیوی اعتبار سے ظاہری طور پر تعلیم و تربیت کی محتاج و نیاز مند نہیں ہوتیں بلکہ وہ عالم علم لدنّی ہونے کے حیثیت سے علم کسبی نہیں بلکہ علم وہبی کی حامل ہوتی ہیں۔ حضرت فاطمہؑ زہرا (س) بھی بضعۃالرسولؐ، جزونور پیغمبرؐ اور شریک کار رسالت ہونے کے اعتبار سے دنیا کی عام عورتوں کی طرح کوئی معمولی خاتون نہیں تھیں بلکہ آپ تمام عورتوں میں ایک منفرد و ممتاز اور صاحب اعجاز واعزاز شخصیت کی مالک "عالمۂ غیر معلّمہ" کے لقب سے سرفراز نہایت بلند مرتبہ خاتون تھیں جنھیں اس دنیا میں کسی کے سامنے زانوئے ادب تہہ کرکے تعلیم و تربیت حاصل کرنے کی حاجت و ضرورت نہیں تھی۔ اس سلسلے میں مولانا نجم الحسن کراروی صاحب لکھتےہی کہ:

> "جناب سیدہ (س) میں بچپن کے وہ آثار ہی نہ تھے جو عام لڑکیوں میں ہوا کرتے ہیں۔ امّ سلمہؓ سے کہا گیا کہ فاطمہ (س) کو اصول تہذیب سکھائیں۔ انھوں نے جواب دیا کہ میں مجسمہ عصمت وطہارت کو اخلاق و عادات کی کیا تعلیم دے سکتی ہوں۔ میں تو خود اس بچی سے تعلیم اصول حاصل کیا کرتی ہوں۔"۹

اگر ظاہری رسم و رواج کو پیش نظر رکھیں تو بھی آپ دنیوی روایت کے مطابق خاندان رسالت اور خانوادۂ نبوت کے بچوں کی تعلیم و تربیت عام بچوں کی طرح عام لوگوں کے زیر نگرانی نہیں ہوئی ہے بلکہ ان کی تعلیم و تربیت آغوش نبوت و امامت اور گہوارۂ عصمت و طہارت میں ہوئی ہے جہاں لعاب دہن رسالت و امامت سے ان کی تعلیم و تربیت ہوتی ہے تو وحیٔ ربانی کے زیر سایہ اور آیات قرآنی کے زیر سرپرستی ان کی تعلیم و تربیت ہوتی ہے۔ جیسا کہ مولانا حکیم سیّد ذاکر حسین تحریر فرماتے ہیں کہ:

> "حالات اہلبیتؑ میں تو ایسے واقعات کثرت سے موجود ہیں جن سے صاف روشن ہوتا ہے کہ یہ بزرگوار ہرگز تعلیم ظاہری کے محتاج نہ تھے۔ یہی کلیہ جناب سیّدہ سلام اللہ علیہا کی شان میں جاری ہوگا کہ وہ اس تعلیم عرفی کی محتاج نہ تھیں۔ اسی طرح تربیت ظاہری کی ان کو ضرورت نہ تھی۔ وہ تو خود مربیٔ عالَم تھیں...... لیکن امور بالا سے قطع نظر کرتے ہوئے اگر ہم بالکل ظاہری نظر سے دیکھیں تو ہمیں کم از کم شان رسالت کو ملحوظ رکھنا ہوگا۔ اور کہنا پڑے گا کہ جناب سیّدہؑ نے آغوش رسولؐ میں پرورش پائی ہے۔ وہ رسولؐ جس کا خاصّہ یہ ہے کہ لاَ یَلھو وَلاَ یَلعَب وہ ہرگز لہوولعب میں مشغول نہیں ہوتے۔ پس اندازہ کرنا چاہئے کہ اپنی لخت جگر کی تربیت آپ نے کس رنگ پر فرمائی ہوگی۔"۱۰

جناب فاطمہؑ زہرا کی اس خصوصی روحانی و عرفانی فضا اور وحیٔ الٰہی اور آیات قرآنی کے نورانی ماحول میں ارشادات

ربانی کے زیر نگرانی اور معلم عالم ملکوت رسولؐ رحمت کے زیر سرپرستی خاص تعلیم و تربیت کے سلسلے میں علامہ عبداللہ عبدالعزیز الہاشمی رقمطراز ہیں کہ:

> "جناب زہرا (س) کی خصوصیت یہ تھی کہ آپ نے اس باپ کے گھر میں آنکھیں کھولی تھیں جو گھر رسولؐ کا اور وحی کے نزول کی آماجگاہ تھا۔ آپ کے معلم آپ کے پدر بزرگوار تھے جن سے آپ نے معارف و عقائد کی تربیت و تعلیم حاصل کی۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت میں آپ کا مربی یکتائے زمان تھا جو اسلام و ایمان کا پیغمبر بن کر دنیا میں آیا تھا۔ دوسری طرف رسول مقبولؐ اپنی دختر کی استعداد سے واقف تھے چنانچہ آپ نے بھی تعلیم و تربیت میں کوئی کسر باقی نہ رکھی۔" [۱۱]

## اخلاق و کردار

خلق مجسم رسول اکرمؐ جیسے معلم اخلاق پدر بزرگوار کے سایۂ شفقت و محبت میں تعلیم و تربیت حاصل کرنے والی اور پیکر ایثار و اخلاص خدیجۃ الکبریٰ جیسی مادر مہربان کی آغوش عاطفت و عافیت میں پرورش و پرداخت پانے والی فاطمۂ زہرا (س) جیسی سراپا عصمت و عفت خاتون ہر ایک اعتبار سے اپنے پدر بزرگوار اور مادر مہربان کے تمام اوصاف حمیدہ اور صفات ستودہ کی حامل اور ان کے جملہ فضائل و کمالات اور اخلاق حسنہ کی ورثہ دار تھیں۔ اور ان کے طاعت و اطاعت، عبادت و ریاضت، زہد و تقویٰ، جود و سخاوت، صبر و شکر اور ایثار و قناعت کے جذبے سے سرشار تھیں۔ چنانچہ مولانا حکیم سیّد ذاکر حسین لکھتے ہیں کہ:

> "اب غور کرو کہ اُدھر معلم و مربیّ تو رسول اللہؐ ہیں۔ جن کی شفقت و رحمت میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا۔ اِدھر جس کی تربیت کی جارہی ہے وہ جزو نور احمدیؐ ہے۔ جس کی قابلیت اور استعداد روز روشن کی طرح آشکار ہے۔ پس اس لحاظ سے بھی کہا جائے گا کہ جناب فاطمۂ زہرا صلوات اللہ علیہا مکتب رسالت سے اخلاق و سیرت محمدیؐ کی تصویر بن کر نکلیں، اور کمالات احمدیہؐ کو انھوں نے اس طرح اخذ کر لیا جس طرح ایک ہونہار طالب علم اپنے شفیق استاد کے اخلاق و عادات و آداب و علم کا مرقع بن جاتا ہے۔" [۱۲]

حضرت فاطمہ زہراؑ کی مثالی سیرت و شخصیت اور ان کا قابل تقلید اخلاق و کردار یقیناً صنف نسواں کی عزت و ناموس، غیرت و حمیت اور وقار و اعتبار کی حفاظت اور ان کی فلاح و بہبود، ترقی و تحفظ، عظمت و

سعادت اور سکون و راحت کی ضمانت قرار دیا جاسکتاہے۔اس سلسلے میں علامہ عبد اللہ عبدالعزیز الہاشمی تحریر کرتے ہیں کہ :

" آپ گویا اپنی ذات میں مکمل صفاتِ حمیدہ کو سموئے ہوئے تھیں ۔اگر آج کی خاتون جناب زہرا(س) کو اپنا آئیڈیل بنائیں تو ابلیس اور اس کے ہمنوا اپنی سازشوں میں ناکام ہو جائیں گے۔ اگر آپ کی سیرت پر عمل کیا جائے تو دنیا ہی جنت ہو جائے گی انسان سعید ہو جائے گا اس کے گلستان میں بہار واپس آجائے گی چمن مہکے گا انسان دنیا میں سانس لینے میں سکون محسوس کرے گا۔" ۱۳؎

ظاہر ہے کہ معدن قدس و طہارت میں دست قدرت سے تشکیل و تکمیل شدہ ،مکتب ربّانیت و لدنّیت کی پرورده وپرداختہ ، دامنِ نبوت و رسالتؐ میں تربیت یافتہ اور زیورِ عصمت وعفت سے آراستہ وپیراستہ، پیکرِ دین و شریعت ذات وصفات کی حامل فاطمہ زہراؑ جیسی جامع فضائل و کمالات خاتون سیرت و شعار کے کن بلند و بالا مقامات ومنازل پر فائز اور اخلاق و کردار کے کن ارفع واعلیٰ مدارج ومراتب پر سرفراز ہوں گی وہ انسانی تصور اور بشری تخیل سے بھی برتر و بالا ہے ۔ یقیناً حضرت فاطمہ زہرا(س) کی حیات طیبہ کا ایک ایک لمحہ اور آپ کی سیرت و شخصیت کا ایک ایک واقعہ اس حقیقت کا گواہ ہے کہ آپ کے پاکیزہ عادات و اطوار اور شائستہ روش و رفتار ہر معیار و اعتبار سے ہر موقع پر ہر رشتہ وطبقہ کے افراد و اشخاص کے لئے لائق تقلید اور قابل پیروی مثالی نمونۂ عمل اور اسوۂ حسنہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔آپ کی ذات پاک ایک باپ کے لئے جاں نثار و غم گسار اور فداکار بیٹی ،ایک ماں کے لئے مونس و غم خوار رفیق تنہائی ، ایک خوشدامن کے لئے فرمانبردار اور خدمت گزار بہو ،ایک شوہر کے لئے وفادار و مددگار اور اطاعت شعار زوجہ ،اپنے بچوں کے لئے دل و جان سے قربان ہو جانے والی مہربان ماں ، ایک کنیز کے لئے شفیق ورفیق اور رحم دل مالکہ ، ہمسایوں کے لئے مخلص ہمدرد وخیر خواہ مومنوں اور محبوں کے لئے شفاعت کی خواستگار اور نجات کی طلبگار اور اپنے پروردگار کے دربار میں قائمۃ اللیل و صائمۃ النہار اور عابدۂ شب زندہ دار ثابت ہوئی ہے۔آپ کی پاکیزہ سیرت و شخصیت اور اخلاق و کردار کی روشنی میں آپ کی ذات پاک کو صنف نسواں اور عالم بشریت کے لئے پروردگار کا ایک قابل فخر و مباہات اور لائق صد افتخار تحفہ قرار دیتے ہوئے علامہ عبداللہ عبدالعزیز الہاشمی لکھتے ہیں کہ :

"اے خواتین عالم تمہارے فخر و مباہات کے لئے صرف یہ کافی ہے کہ تمہارے درمیان جناب زہرا(س) جیسی ہستی خلق ہوئی جو بشری عقول کو منور کرنے والی اور رب کا بشر کے لئے تحفہ ہیں جن کے فضائل انسانی فکر سے باہر

ہیں۔ کیونکہ آپ ایک طرف مثالی زوجہ تو دوسری طرف مثالی والدہ کے کردار سے آراستہ ہیں۔ جناب زہراؑ اخلاق کی بلندیوں پر طہارت و پاکیزگی میں، زہد و ایثار میں ایک مکمل نمونہ تھیں۔ صبر کی منزل یہ تھی کہ پانچ سال صرف ایک بستر پر گزار دئے تو عبادت کی منزل یہ تھی کہ محراب عبادت میں اتنا وقت صرف کرتی تھیں کہ پیروں میں ورم آجاتا وہیں امور خانہ داری میں کبھی ایسا ہوتا کہ کام کرتے کرتے ہاتھ زخمی ہو جاتے تھے۔ کبھی خادمہ کو تنہا امور خانہ انجام نہیں دینے دیتیں۔ "۱۴

## پدر بزرگوار کی فداکار و جان نثار لخت جگر

اکثر یہ بات مشاہدے میں آتی ہے کہ بیٹیاں فطری طور پر اپنے باپ سے بہت زیادہ قریب اور مانوس ہوتی ہیں۔ ان کی تکلیف سے تڑپ اٹھتی ہیں۔ آلام و مصائب میں ان کی حفاظت کرتی ہیں، ہمیشہ ان کی خبر گیری کرتی رہتی ہیں اور بیماری اور پریشانی کی حالت میں ہر وقت ان کی خدمت میں مصروف رہتی ہیں۔ مگر ایک بیٹی کے دل میں اپنے باپ کے لئے بے پناہ مادرانہ محبت کا جذبہ صرف حضرت فاطمہ زہرا (س) کی ذات پاک سے مخصوص ہے کیونکہ آپ بیٹی ہوتے ہوئے بھی اپنے بابا جان سے بالکل ایک شفیق ماں جیسی والہانہ محبت کرتی تھیں۔ آپ گھر کے اندر ہی نہیں بلکہ گھر کے باہر خانہ کعبہ اور مسجد الحرام میں بھی اپنے پدر بزرگوار کی بہداشت اور نگہداشت کا پورا پورا خیال رکھتی تھیں اور دشمنوں سے آپ کی حفاظت کرتی تھیں اور ان کے شر کو اپنے والد محترم سے دفع کرتی تھیں۔ حضرت فاطمہ زہرا (س) کی اس والہانہ اور مادرانہ محبت کا اعتراف و اظہار کرتے ہوئے خود پیغمبر اکرمؐ نے اپنی اس لخت جگر کو اُمّ اَبِیهَا یعنی اپنے باپ کی ماں کی کنیت اور لقب سے سرفراز فرمایا تھا۔ آپ کی اپنے بابا سے اس محبت کو علامہ عبداللہ عبدالعزیز الہاشمی جناب ابن عباس کے حوالے سے ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں کہ:

> "جب بھی زہرا (س) مسجد الحرام میں جاتیں تو والد کو حجر اسمٰعیل میں تلاوت قرآن میں مشغول پاتیں اور دوسری طرف اس حالت میں مشرکین مکہ آپ کو اذیت بھی دیتے تھے یہاں تک کہ حضرت فاطمہ زہرا (س) نے حالت سجدہ میں اپنے والد کی کمر پر غلاظتیں ڈالتے ہوئے کفار مکہ کو دیکھا تھا مگر اس حالت میں بھی آپ نبوت کی مکمل مددگار تھیں۔ آپ والد بزرگوار کے کپڑے صاف کرتیں اور کفار مکہ آپ کا مضحکہ اڑاتے مگر صبر و تحمل کا پیکر سب برداشت کرتا رہا مگر ایمان کی حفاظت

کرتا رہا۔ چنانچہ ابن عباس نقل کرتے ہیں کہ قریش مکہ حجر اسمٰعیل میں جمع ہوتے تھے اور اپنے خداؤں کی شان میں قصیدے پڑھتے تھے مگر محمدؐ تنہا رب کی عبادت کرتے اگر زہرا (س) آپ کی مددگار نہ ہوتیں تو لوگ محمدؐ کو قتل کر دیتے۔"[۱۵]

حضرت فاطمہ زہرا (س) ہر لحاظ سے اسم با مسمّٰی اور اپنے بارے میں قول پیغمبر اکرمؐ "**فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِّنّي**" کی مجسم تصویر اور مکمل تفسیر تھیں۔ جس طرح جسم کے کسی عضو میں درد ہوتا ہے تو پورا جسم اس درد سے متاثر ہوتا ہے اسی طرح حضرت زہراؑ بھی اپنی کمسنی کے باوجود اپنے والد بزرگوار کی ہر اذیت و تکلیف سے متاثر ہوتی تھیں اور پوری ہمت و حوصلے کے ساتھ اس کو اپنے بابا سے دور کرتی تھیں جیسا کہ مولانا حکیم سیّد ذاکر حسین "روضۃ الصفا" سے نقل کرتے ہیں کہ:

> "صاحب "روضۃ الصفا" کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ خانۂ کعبہ میں بحالت سجدہ ایک کافر نے ابو جہل کے اشارے سے آپ پر اونٹ کی اوجھڑی ڈال دی اور یہ اوجھڑی کسی کو اتارنے بھی نہ دیتے تھے۔ جناب سیّدہ تشریف لائیں اور آپ نے اپنے پدر بزرگوار سے اسے الگ کیا۔ سن آپ کا نہایت کم تھا مگر رعب و جلال کا یہ عالم تھا کہ کسی کافر کو تعرض کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اللہ اللہ! بے رحم انسانوں کی یہ نازیبا حرکتیں اور جناب معصومہ کا اس طرح عملی تسکین کے لئے قدم بڑھانا کس حد تک رسولؐ کے قلب کی تسکین کا باعث ہوتا ہوگا۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب سیّدہ صلوات اللہ علیہا اس کمسنی کے عالم میں اپنے پدر بزرگوار کی غمگساری کے لئے ہمہ تن وقف تھیں اور رسولؐ کے رنج و اندوہ کو ہلکا کرنے کے لئے سیّدۂ عالم کی ذات ایک نعمت الٰہی تھی۔"[۱۶]

بابا جان کے لئے حضرت فاطمہ زہرا (س) کی محبت اور خدمت کا یہ جذبہ صرف گھر کی چہار دیواری ہی تک محدود نہیں تھا بلکہ گھر اور محلّہ کی حدود سے آگے نکل کر وقت ضرورت انھیں میدان جنگ میں بھی کھینچ لاتا تھا جس کی گواہ کئی مشہور اور خونریز جنگیں ہیں۔ علّامہ عبداللہ عبد العزیز الہاشمی جنگ احد کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

> "اسی جنگ کے ہنگام ابلیس کی چیخ میدان میں گونجی کہ محمدؐ قتل ہوگئے ہیں یہ بات جناب زہرا (س) کے لئے کتنی گراں تھی کہ آپ کے والد شہید ہوگئے ہیں۔ جناب زہرا (س) کے ہمراہ جناب صفیہ میدان میں آئیں تو دیکھا کہ اصحاب کے لاشوں کو رسولؐ جمع کر رہے ہیں ان کے درمیان جناب حمزہ کی بھی میت تھی ......جناب

زہرا (س) اور جناب صفیہ نے جنازے پر نوحہ و گریہ شروع کیا۔ رسول اللہؐ بھی گریہ فرمارہے تھے اثنائے گریہ جناب زہرا (س) نے دیکھا کہ بابا کے چہرے پر زخم ہیں جن سے خون بہہ رہا تھا آپ آگے بڑھیں اور زخموں کو صاف کرنے لگیں علیؑ پانی ڈالتے جاتے اور آپ زخم دھوتی جاتیں مگر خون بہہ رہا تھا آخر میں جناب زہرا (س) ایک چٹائی لائیں اور اس کو جلایا اور اس کی راکھ زخموں پر بھر دی جس کے سبب خون کا جریان رُک گیا۔" ۱۷

میدان جنگ میں حضرت رسول اکرمؐ کے لئے حضرت فاطمہؑ کی محبت اور خدمت کے جذبے کے سلسلے میں حجۃالاسلام میثم زیدی نے اپنے مضمون "بے مثال شخصیت" میں کئی اہم جنگوں کے ضمن میں مسند احمد بن حنبل، موسوعۃ الکبریٰ عن فاطمۃ الزہرا (س)، فاطمہ برترین بانوئ جہان (آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی) اور ذخائر العقبی جیسی اہم کتابوں کے حوالے سے حضرت فاطمہ زہرا (س) کی ہمہ جہت خدمت و محبت کا احاطہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"**جنگ اُحد**: جب اُحد کی جنگ ختم ہو چکی تھی، دشمن بھاگ چکے تھے، رسول اسلامؐ کے دندان مبارک شہید ہو چکے تھے اور پیشانی زخمی ہو چکی تھی، رسول اسلامؐ ابھی میدان جنگ ہی میں تھے کہ حضرت زہرا (س) فوراً میدان اُحد پہنچیں۔ اگرچہ اس وقت آپ کی عمر کم تھی مگر مدینہ اور اُحد تک کا راستہ پیدل طے کیا، باپ کے چہرے کو پانی سے دھویا، خون صاف کیا، پیشانی سے خون جاری تھا لہٰذا چٹائی کا ایک حصہ جلا کر اس کی راکھ زخم پر رکھی، جس سے خون بہنا بند ہو گیا۔" ۱۸

"**جنگ خندق**: اسلام کی سخت ترین جنگ، جنگ خندق ہے جس میں حضرت فاطمہ (س) رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں پیغمبر اکرمؐ کو چند دنوں سے کھانے کے لئے کچھ نہیں ملا تھا لہٰذا آپ نے نہایت سادہ غذا رسول اللہؐ کے لئے تیار کی۔" ۱۹

"**فتح مکہ**: فتح مکہ کے موقع پر حضرت فاطمہ زہرا (س) نے رسول اکرمؐ کے لئے خیمہ نصب کیا نیز رسولؐ کے نہانے دھونے کے لئے پانی مہیا کیا تاکہ رسول اکرمؐ اپنے بدن کی گرد و خاک صاف کر کے مسجد الحرام جا سکیں۔" ۲۰

## مادر مہربان کی مونس و غمخوار بیٹی

تجربہ بتاتا ہے کہ عام طور پر بیٹیاں اپنی ماؤں کی عالم تنہائی میں مونس و ہمدم ہوتی ہیں۔ گھریلو کاموں میں ان کا ہاتھ بٹاتی ہیں۔ اور خاص طور پر اکلوتی بیٹی اپنی ماں کی محرم راز ہوتی ہے اور دکھ درد میں اس کی شریک و سہیم ہوتی ہے۔ اس ضمن میں حضرت فاطمہ زہرا (س) کی خاص اور ممتاز خصوصیت یہ تھی زمانہ حمل سے لے کر بعد ولادت ایّام طفولیت میں بھی جب کہ خواتین قریش نے حضرت خدیجہ سے قطع رحم کرتے ہوئے ان کا پوری طرح سے مقاطعہ اور مکمل طور پر سوشل بائیکاٹ کر رکھا تھا اور طنز اور طعنوں کے ذریعہ ان کو ذہنی و روحانی اور قلبی و نفسیاتی اذیت پہنچایا کرتی تھیں۔ ایسے نازک موقع پر اس مشکل اور سختی کے وقت حضرت فاطمہ زہرا(س) اپنی مادر مہربان کی مونس و ہمدم اور غمخوار و غمگسار بن کر انھیں صبر کی تلقین کرتی تھیں، اپنی محبت آمیز باتوں سے ان کی دلجوئی اور ان کی دلبستگی کا سامان فراہم کرتی تھیں۔ مولانا حکیم سیّد ذاکر حسین ان حالات و واقعات کی عکاسی ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ:

> "چنانچہ سیّد عالم و عالمیان نے جب حسب مشیت ایزدی رحم جناب خدیجہ (س) میں قیام فرمایا تو اس وقت جناب خدیجہ (س) اپنی تنہائی سے بہت پریشان رہتی تھیں۔ مکہ کی عورتوں نے آپ سے میل جول ترک کر دیا تھا......اس حالت میں ایک تو تنہائی کا صدمہ حضرت خدیجہ (س) کو ستاتا تھا۔ دوسرے جناب رسول اللہؐ کی طرف سے بھی ملول رہا کرتی تھیں۔ اس لئے کہ کفار ہر وقت آپ کی اذیت کے درپے رہا کرتے تھے۔ پس خداوند عالم نے جناب خدیجہ (س) کی تسکین کا سامان کیا۔ یعنی جناب سیّدہ صلوات اللہ علیہا آپ کی تسکین کا ذریعہ قرار پائیں۔ مفضل ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جناب سیّدہ (س) کی ولادت کس طرح ہوئی۔ آپؑ نے فرمایا کہ جب خدیجہ (س) سے جناب رسول اللہؐ نے شادی کی تو مکہ کی عورتوں نے انھیں چھوڑ دیا۔ نہ وہ ان کے پاس آتی تھیں۔ نہ ان کو سلام کرتی تھیں۔ اور نہ کسی عورت کو ان کے پاس آنے دیتی تھیں۔ اس واسطے جناب خدیجہ (س) کو بہت وحشت ہوئی۔ اور ادھر جناب رسول اللہؐ کی طرف سے بھی خوف دامن گیر تھا۔ اسی حالت میں جناب سیّدہ کا حمل قرار پایا۔ جناب سیّدہ حضرت خدیجہ (س) سے باتیں کیا کرتی

تھیں۔ اور انھیں تسلی و دلاسہ دیتی رہتی تھیں۔ خدیجہ (س) نے رسول اللہؐ سے یہ بات چھپا رکھی تھی ۔ ایک روز رسول اللہؐ تشریف لائے تو آپ نے سنا کہ خدیجہ (س) جناب فاطمہ (س) سے باتیں کر رہی ہیں۔ پوچھا یہ کس سے باتیں کر رہی ہو۔ خدیجہ (س) نے عرض کی کہ یہ بچہ جو میرے شکم میں ہے مجھ سے باتیں کرتا ہے ۔ اور میری وحشت کو دور کرتا ہے ۔ آپؐ نے فرمایا۔ اے خدیجہ (س) جبرئیل نے مجھے بشارت دی ہے کہ یہ "لڑکی" ہے۔ یہ نسل طاہرہ و میمونہ ہے۔ خداوند عالم میری نسل اسی سے قرار دے گا......"[۲۱]

## خوشدامن کی خوش اطوار و خوش کردار بہو

گھریلو ماحول اور خانگی معاملات میں کشیدگی اور آپسی تناؤ کا سبب عام طور پر ساس بہو کے درمیان اختیار و اقتدار کی کشمکش و کشاکش ہوتی ہے۔ اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے اگر ساس بہو آپسی سمجھ بوجھ سے کام لے کر ساس اپنی بہو کو بیٹی کا مقام دیتے ہوئے اس کو گھر کی ذمہ داری سونپ دے اور بہو اپنی ساس کو ماں جیسا احترام دیتے ہوئے اس کی سرپرستی قبول کرلے تو گھر کا ماحول ہمیشہ سازگار اور خوشگوار بنا رہے گا۔ حضرت فاطمہ زہرا (س) جیسی بہو اور حضرت فاطمہ بنت اسد جیسی ساس میں یہ سوجھ بوجھ، یہ سمجھداری اور یگانگی و ہم آہنگی اس لئے بدرجۂ اتم موجود تھی کہ حضرت فاطمہ (س) کو بھی یہ معلوم تھا کہ ان کے پدر بزرگوار نے حضرت فاطمہ بنت اسد کے زیر سرپرستی پرورش پائی ہے اور بابا جان انھیں مثل اپنی ماں کے سمجھتے ہیں۔ اور حضرت فاطمہ بنت اسد کو بھی یہ احساس تھا کہ فاطمہ زہرا (س) اس رسولِ خداؐ کی لاڈلی اور چہیتی بیٹی ہیں جن کو میں نے مثل اولاد کے پال پوس کر پروان چڑھایا ہے اس لئے یہ بھی میری اولاد کی طرح ہیں۔ اس طرح یہ رشتہ باعث راحت و فرحت ، سبب بہجت و مسرت اور ذریعۂ نشاط و انبساط قرار پایا۔ اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے مولانا حکیم سیّد ذاکر حسین رقمطراز ہیں کہ :

"جب فاطمہ زہرا (س) صلوات اللہ علیہا اس نئے مکان میں تشریف لائی ہیں تو اُس وقت فاطمہ بنت اسد جن کی گود میں رسول اللہؐ نے پرورش پائی تھی حیات تھیں۔ ان مقدس و مطہر بی بیوں کے ہرگز وہ حالات نہیں ہوسکتے جو ساس بہو میں عام طور پر دیکھے جاتے ہیں۔ بلکہ جناب فاطمہ بنت اسد کے لئے اس سے زیادہ کون سا مسرت و انبساط کا وقت ہوگا کہ انہوں نے رسولؐ کی بیٹی کو اپنی بہو بنتے دیکھ لیا۔"[۲۲]

ساس بہو کے خوشگوار اور پُر خلوص تعلقات کے سلسلے میں ایک طریقۂ کار جو کافی معاون اور مفید ثابت

ہوتا ہے وہ تقسیم کار کا اصول ہے۔ اگر ساس بہو حفظِ مراتب کا لحاظ کرتے ہوئے اور ایک دوسرے کے سن و سال اور جذبات و احساسات کا خیال رکھتے ہوئے تقسیم کار کے اصول پر کاموں کو آپس میں اس طرح تقسیم کرلیں کہ خانگی امور مثلاً گھر داری کی ذمہ داری بہو سنبھال لے اور سماجی معاملات مثلاً شادی بیاہ اور موت و حیات وغیرہ کے مواقع پر تبریک و تہنیت اور عیادت و تعزیت وغیرہ کی ذمہ داری ساس اپنے اوپر لے لے تو ساس بہو کے آپسی مسائل بخوبی اور بآسانی حل ہوجائیں گے۔ اس نقطہ کی اہمیت و برکت کو حضرت فاطمہ زہرا (س) اور حضرت فاطمہ بنت اسد نے بہت اچھی طرح سے سمجھا، برتا اور اُس پر عمل کیا۔ جیسا کہ مولانا نجم الحسن کراروی تحریر فرماتے ہیں کہ؛

> "فاطمہ زہرا (س) کی شادی کے وقت جناب فاطمہ بنت اسد زندہ تھیں۔ ساس بہو کے تعلقات اکثر و بیشتر ناخوشگوار ہوجایا کرتے ہیں۔ لیکن فاطمہ (س) نے ایسا دستور اور رویہ اختیار کیا کہ کبھی بھی تعلقات میں کشیدگی پیدا نہ ہونے پائی۔ فاطمہ بنت اسد کے سپرد اعزاء و اقرباء کی ملاقات، شادی اور غمی میں شرکت وغیرہ قرار دیا اور اپنے ذمہ امور خانہ داری۔ مثلاً چکی پیسنا، روٹی پکانا وغیرہ رکھ لیا تھا۔" ۲۳

## شوہر نامدار کی خدمت گذار و اطاعت شعار رفیقۂ حیات

کامیاب اور خوشگوار ازدواجی کے لئے شوہر اور زوجہ کے مزاج اور افتاد طبع میں اتحاد و اتفاق، فکر و نظر میں یگانگت و یکسانیت اور قول و فعل میں یکجہتی اور ہم آہنگی بہت ضروری ہوتی ہے اور یہ بات شوہر و زوجہ کے درمیان باہمی اعتماد اور ایک دوسرے سے اعتبار سے پیدا ہوتی ہے۔ اور چونکہ حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہ زہرا (س) یہ دونوں ہی مقدس ہستیاں ایک دوسرے کے مقام و مرتبہ اور عظمت و فضیلت سے بخوبی آشنا تھیں۔ اس لئے ان کا باہمی اتحاد و اتفاق نہایت محکم و مستحکم اور اعتماد و اعتبار بہت مضبوط و مربوط تھا۔ اور ہر مرحلہ میں دونوں ہی کو ایک دوسرے کا پُر خلوص تعاون حاصل تھا۔ اس لئے کہ دونوں ہی ایک دوسرے کے حقوق و فرائض سے اچھی طرح واقف تھے اور اسی کے مطابق ایک دوسرے کے ساتھ برتاؤ کرتے تھے چنانچہ عبد اللہ عبد العزیز ہاشمی رقمطراز ہیں کہ:

> "زن و شوہر کی زندگی میں سب سے درخشاں پہلو یہ ہوتا ہے کہ زوجہ و شوہر میں فکری اعتبار سے اتحاد ہو۔ زندگی وہاں تباہ ہوتی ہے جہاں زن و شوہر کی فکر جدا ہو۔ اگر فکری اتحاد ہو تو زندگی میں چار چاند لگ جاتے ہیں۔ جناب زہر (س) اور حضرت علیؑ میں اس جہت سے ہم آہنگی تھی کیونکہ جناب زہرا (س) حضرت علیؑ کی شان و منزلت سے واقف تھیں کہ

آپ جہاں والد بزرگوار کے برادر ہیں وہیں بابا کے وصی و جانشین بھی ہیں۔ اور حضرت علیؑ بھی منزلت زہرا(س) سے واقف تھے کہ آپ رسولؐ کا جزو ہیں، آپ سیّدۂ نساء العالمین ہیں، تمام فضائل و کمالات کا مجموعہ ہیں۔ مگر اتنے کمالات کے باوجود جناب زہرا(س) امور خانہ خود انجام دیتی تھیں اور امامؑ آپکی پوری مدد فرماتے تھے........" ۲۴

ان دونوں مقدس ہستیوں اور پاکیزہ شخصیتوں کی ذہنی و فکری ہم آہنگی اور مزاج شناسی کا روشن ثبوت صبح عروسی کا وہ مشہور اور حکمت آمیز و نصیحت آموز واقعہ ہے جب سرکار رسالت نے حضرت علیؑ سے دریافت کیا کہ تم نے اپنی زوجہ کو کیسا پایا تو انہوں نے جواب دیا کہ "طاعت و عبادت پروردگار میں بہترین معاون و مددگار۔" اور جب یہی سوال حضرت فاطمہ زہرا(س) سے کیا تو آپ نے جواب دیا کہ " بہترین شریکِ حیات اور رفیق زندگی۔" یہ جواب سن کر رسول اللہؐ نے دونوں کے حق میں دعا فرمائی کہ خداوندا! ان دونوں سے پریشانی اور تفرقے کو دور رکھ اور ان کے دلوں میں الفت و محبت پیدا کر۔ ۲۵

حضرت فاطمہ زہرا(س) بچپن ہی سے نہایت حساس طبیعت واقع ہوئی تھیں۔ انھوں نے اپنے عہد طفولیت ہی سے اپنے بابا جان اور مادر مہربان کے ساتھ قریش کے لوگوں کا معاندانہ برتاؤ اور مخاصمانہ سلوک دیکھا تھا۔ ساتھ ہی عسرت و تنگدستی کے حالات کا بھی مشاہدہ و مقابلہ کیا تھا۔ ان تمام حالات و معاملات اور مشکلات نے آپ کو بہت حساس مزاج بنادیا تھا۔ آپ کو حضرت علیؑ کی مالی حیثیت واستطاعت اور معاشی و اقتصادی حالات کا بھی احساس تھا اس لئے بہت ہی صبر و شکر کے ساتھ قناعت پسندی اور کفایت شعاری سے آپ کے ساتھ حُسنِ معاشرت کرتی تھیں۔ بقول مولانا نجم الحسن کراروی:

" حضرت فاطمہ (س) حقوق خاوند سے جس درجہ واقف تھیں کوئی بھی واقف نہ تھا۔ انھوں نے ہر موقع پر اپنے شوہر حضرت علیؑ کا لحاظ و خیال رکھا ہے۔ انھوں نے کبھی ان سے کوئی ایسا سوال نہیں کیا جس کے پورا کرنے سے حضرت علیؑ عاجز رہے ہوں۔ " ۲۶

## بچوں پر دل و جان سے قربان مادر مہربان

یوں تو ماں کی مامتا مشہور ہے اور ہر ماں کو فطری طور پر اپنی اولاد سے الفت و محبت ہوتی ہے اور ماں کی محبت کا سایہ گویا خدا کی رحمت کے سائے کے مترادف تصور کیا جاتا ہے۔ اور پھر جب بات رسول رحمتؐ جیسے شفیق باپ کے سایۂ شفقت اور ملیکۃ العرب خدیجۃ الکبریٰ جیسی ماں کے دامن محبت میں پلنے والی خاتون جنت اور سراپا مہر و مروت حضرت فاطمہ زہرا(س) جیسی ماں کی ہو تو بخوبی سمجھا جاسکتا ہے کہ انھوں نے کس شفقت و محبت اور کتنی محنت و مشقت سے اپنی عزیز جان اولاد کو ان پر سَو سَو جان سے

قربان ہو کر پالا پوسا ہوگا۔ تاریخ شاہد ہے کہ آپ نے اپنے بچوں کو آوازِ تسبیح کے ساتھ جھولا جھلا جھلاکے، آیاتِ کلام پاک کی لوریاں سنا سنا کے، صدائے تکبیر کے ساتھ چکی پیس پیس کر اور فاقے پر فاقے کرکے بڑی محنتوں اور محبتوں سے پالا تھا اور خدا کے دین کی حفاظت کے لئے پروان چڑھا کر آمادہ و تیار کیا۔ آپ اپنے بچوں کے کپڑے خود اپنے دستِ مبارک سے دھو کر پہناتی تھیں، اپنے ہاتھ سے کھانا پکا کر اپنے ساتھ بٹھا کر انھیں بڑے پیار سے کھلاتی تھیں اور ان کے لئے خلد بریں سے جنتی لباس اور بہشتی حلے منگاتی تھیں ان کی ناز برداری اور خدمت گذاری کے لئے جبرئیل اور میکائل جیسے فرشتے حاضر رہتے تھے۔ غرض کہ فاطمہ زہرا(س) نے اپنی قناعت پسند طبیعت، فاقہ کش مزاج، کفایت شعار اصول زندگی اور سادہ طرز حیات کے باوجود اپنے بچوں کی تربیت اور پرورش بہت ہی ناز و نعم کے ساتھ روحانی ماحول اور نورانی فضا میں کی تھی۔ جیساکہ مولانا حکیم ذاکر حسین نقل فرماتے ہیں کہ:

> "منقول ہے کہ ایک روز جناب سیّدہ کو رسول اللہؐ نے اس حال سے ملاحظہ فرمایا کہ چمڑے کی چادر اوڑھ رکھی ہے۔ ہاتھ میں چکی ہے اور اپنے فرزند کو دودھ بھی پلاتی جاتی ہیں۔ رسول اللہؐ آبدیدہ ہو کر فرمانے لگے۔ اے نورِ نظر دنیا کی تلخیاں آخرت کی شیرینی کے سامنے چند روزہ ہیں۔ جناب سیدہؑ نے فرمایا: یا رسول اللہؐ خدا کا شکر ہے اس کی نعمتوں پر اور ہزار ہزار شکر ہے اس کی داد پر۔"[۲۷]

## تدبیرِ منزل، نظامِ عمل اور امورِ خانہ داری

خانگی ذمہ داریاں اور گھریلو کام کاج اگرچہ شرعی طور پر زوجہ کے فرائض میں داخل اور شامل نہیں ہیں مگر گھر کو سجانے سنوارنے اور اسے جنت بنانے میں تدبیرِ منزل اور انتظام خانہ کے لئے نظامِ عمل تیار کرنے میں زوجہ کا کردار بہت اہم ہوتا ہے۔ اور اس کے لئے بڑی مہارت اور کافی تجربے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ اس کے لئے معلم کائنات رسولِ رحمتؐ نے اپنی لاڈلی اور چہیتی بیٹی کو بچپن ہی کے زمانے سے اپنے گھر کے امور خانہ داری کو ان کے سپرد کرکے آئندہ اس کی ذمہ داریوں کو سنبھالنے کے لئے تیار کر دیا تھا۔ بقول مولانا حکیم سیّد ذاکر حسین:

> "اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہؐ نے اپنے گھر کا اندرونی انتظام جناب فاطمہؑ کو سپرد کر رکھا تھا۔ باوجودیکہ آپ اس وقت بہت کمسن تھیں۔ اور آٹھ برس سے کچھ ہی زیادہ عمر ہوگی۔ لیکن رسول اللہؐ نے اپنے خانگی معاملات آپ کے ہی سپرد کر رکھے تھے۔ گویا اس زمانے میں آپ کی انتظامی قابلیت اس قابل تھی کہ خدا کا رسولؐ اعتماد کر سکے۔ اسی سے روشنی پڑتی ہے آپ کی تعلیم و

تربیت پر بلکہ آپ کے کمالاتِ وہبی پر۔"۲۸

حضرت رسول اللہؐ کی تعلیم و تربیت اور حضرت خدیجہ (س) کی تعلیم و تربیت کی برکت سے حضرت فاطمہ زہرا (س) کو بچپن ہی محنت و مشقت کی عادت پڑ گئی تھی اور تمام خانگی امور اور خانہ داری کے کام کاج کی مہارت حاصل ہو گئی تھی۔ اس لئے آپ نے کبھی بھی گھر کے معمولی کام کاج کو بھی انجام دینے میں عار یا شرم محسوس نہیں کی بلکہ تمام گھریلو کام اکیلے ہی بخوشی انجام دئے۔ چنانچہ مولانا نجم الحسن کراروی رقمطراز ہیں کہ:

" امورِ خانہ داری میں جناب سیّدہ (س) آپ ہی اپنی نظیر تھیں۔ ۷ھ تک آپ کے پاس کوئی کنیز نہ تھی۔ کنیز نہ ہونے کی صورت میں گھر کا سارا کام خود کرتی تھیں۔ جھاڑو دیتیں، پانی بھرتیں، چکی پیستیں، آٹا چھانتیں، آٹا گوندھتیں، تندور روشن کرکے روٹی پکاتی تھیں۔"۲۹

تدبیرِ منزل اور امورِ خانہ داری کے معاملے میں حضرت فاطمہ زہرا (س) نے جو طرزِ عمل اور طریقۂ کار اختیار کیا اور جس حُسنِ انتظام اور نظامِ حیات کا مظاہرہ کیا وہ ہر زمانے میں خوشگوار، سازگار، قناعت پسند، اطمینان بخش اور پُرسکون زندگی گزارنے کے لئے خصوصاً صنف نسواں کے لئے قابلِ تقلید اور لائق اتباع نمونۂ عمل ہے جیسا کہ مولانا نجم الحسن کراروی تحریر فرماتے ہیں کہ:

" شوہر کے گھر جانے کے بعد آپ نے جس نظام زندگی کا نمونہ پیش کیا وہ طبقۂ نسواں کے لئے ایک مثالی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ گھر کا تمام کام اپنے ہاتھ سے کرتی تھیں۔ جھاڑو دینا، کھانا پکانا، چرخا کاتنا، چکی پیسنا اور بچوں کی تربیت کرنا۔ یہ سب کام اور اکیلی سیّدۂ عالمؑ، لیکن کبھی تیوری پر بل آئے نہ کبھی شوہر سے اپنے لئے مددگار یا خادمہ کی فرمائش کی۔"۳۰

تدبیرِ منزل اور امورِ خانہ داری سے متعلق تمام کام کاج حضرت فاطمہ زہرا (س) اتنے اشتیاق و انہماک اور ایسی دلچسپی و دلجمعی کے ساتھ انجام دیتی تھیں کہ خود کو ہمہ وقت اور ہمہ تن مختلف کاموں میں مصروف رکھتی تھیں۔ آپ کے اس طرزِ عمل کی تعریف کرتے ہوئے خود حضرت علیؑ نے اس کو فخریہ طور پر بیان فرمایا ہے چنانچہ:

" منقول ہے کہ ایک شخص سے علی مرتضیٰؑ نے فرمایا: کیوں نہ میں تجھ سے فاطمہ (س) کا حال بیان کروں۔ وہ میرے پاس رہتی تھیں۔ اور سب سے زیادہ مجھے محبوب تھیں۔ مشک اٹھاتے اٹھاتے ان کے سینے پر گھٹّا پڑ گیا تھا۔ چکی پیستے پیستے ان کے ہاتھ زخمی ہو جاتے تھے گھر میں جھاڑو دیتے دیتے کپڑے میلے ہو جاتے تھے اور

چولھا پھونکنے سے لباس سیاہ رہتا تھا۔"۳۱

## کنیز کے لئے شفیق و رفیق اور رحم دل مالکہ

ہمارے غیر مساویانہ انسانی سماج میں غلاموں اور کنیزوں کے ساتھ عموماً غیر انسانی سلوک اور ظالمانہ و بے رحمانہ برتاؤ کیا جاتا ہے۔ ان سے وقت بے وقت ہر طرح کی سخت سے سخت خدمت لینے کے باوجود ان کو بڑی ذلت وحقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور ہر وقت بہانے بہانے سے بے جا بات پر ان کی تحقیر وتذلیل کی جاتی ہے۔ اور اس رویہ کو ایک روایت قرار دے کر گویا سماجی طور پر اسے منظوری بھی دے دی گئی ہے۔ اور اس پست و پامال بدحال طبقے نے بھی گویا اسے اپنا نصیب اور اپنی تقدیر کی لکھی ہوئی تحریر سمجھ کر قبول کرلیا ہے۔ لیکن جب کبھی اس دبے کچلے طبقے کا ضمیر بیدار ہوتا ہے اور ان میں حُرّیت وآزادی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے تو پھر بغاوت کے شعلے بھڑک اٹھتے ہیں اور پورا معاشرہ فتنہ و فساد سے دوچار اور خونریزی و غارتگری کا شکار ہو جاتا ہے۔ حضرت فاطمہ زہراؑ نے اس طبقے کے ساتھ اپنے طرزِ عمل اور حُسنِ سلوک سے اس غیر منصفانہ مذموم ذہنیت اور اس قبیح روایت کو یکسر بدل دیا۔ آپ نے کنیز کو خدمت گذار کے درجے میں نہیں رکھا بلکہ رفیق کار کا مرتبہ عطا کرکے کنیز کے وقار و معیار کو بہت بلند کر دیا۔ یقیناً یہ عادلانہ و منصفانہ برتاؤ کنیزوں کے لئے باعث فخر و مباہات اور سرمایۂ افتخار ہے۔ اس سلسلے میں مولانا کوثر نیازی لکھتے ہیں کہ:

> "پھر جب سنہ ۷ھ میں پیغمبر خداؐ نے ایک خادمہ عطا کی جو فضہ کے نام سے مشہور ہیں، تو رسول اللہؐ کی ہدایت کے مطابق سیّدۂ عالم فضہ کے ساتھ ایک کنیز کا سا نہیں، بلکہ ایک عزیز اور رفیق کار جیسا برتاؤ کرتی تھیں اور ایک دن گھر کا کام خود کرتی تھیں اور ایک دن فضہ سے کام لیتی تھیں۔ اور اس طرح خادمہ کو خادمہ ہونے کا تصور پیدا نہ ہونے دیتی تھیں۔ دراصل یہ مساواتِ محمدیؐ کی اعلیٰ مثال ہے۔"۳۲

خانۂ حضرت فاطمہ (س) میں جناب فضہ کو ایک گھریلو خادمہ کی حیثیت نہیں بلکہ ایک فردِ خانہ کی اہمیت حاصل تھی۔ وہ صرف گھریلو کاموں کے لئے خدمت گزار ہی نہیں تھیں بلکہ عبادت، ریاضت اور سخاوت ہر کام میں اہلبیتِ اطہارؑ کے شریک کار تھیں۔ چنانچہ سورۂ دہر کے نزول میں اہلبیتؑ کے ساتھ جناب فضہ کی شرکت ایک مسلّمہ تاریخی اور قرآنی حقیقت ہے۔ گھر کے کاموں کی تقسیم کے سلسلے میں حضرت فاطمہ زہرا (س) نے جناب فضہ کے ساتھ انسانی و اسلامی مساوات کا پورا خیال رکھا تھا۔ جیسا کہ مولانا نجم الحسن کراروی کا بیان ہے کہ:

"فضہ کے آجانے کے بعد کام تقسیم کرلیا گیا تھا۔ بلکہ باری باندھ لی تھی۔ ایک دفعہ سرورِ عالم خانۂ سیّدہؑ میں تشریف لائے۔ دیکھا سیّدہ گود میں بچے کو لئے چکی پیس رہی ہیں۔ فرمایا: بیٹی ایک کام فضہ کے حوالے کردو۔ عرض کی بابا جان! آج فضہ کی باری کا دن نہیں ہے۔"۳۳؎

امورِ خانہ داری کی انجام دہی کے معاملے میں تقسیم کار کے اصول اور دستور پر حضرت فاطمہ زہراؑ پوری طرح کاربند تھیں اور ہمیشہ اسی کے مطابق عمل کرتی تھیں۔ اس سلسلے میں اپنے پدر بزرگوار کے ارشاد گرامی کو ہر وقت پیش رکھتی تھیں۔ چنانچہ مولانا حکیم سیّد ذاکر حسین تحریر فرماتے ہیں کہ:

"رسول اللہ ﷺ نے ایک لونڈی حضرت کو عطافرمائی تھی جس کا نام فضہ تھا۔ اس کے ساتھ حضرت کا یہ برتاؤ تھا کہ ایک دن گھر کا کام کاج خود کرتی تھیں۔ اور ایک دن کنیز سے کام لیتی تھیں۔ سلمانِ فارسی سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن خانۂ اطہرِ سیّدہ میں داخل ہوا تو دیکھا کہ جناب سیّدہ جو پیسنے میں مشغول ہیں۔ اور چکّی کے ہتھے پر دستِ اقدس کا خون بہہ رہا تھا۔ اور حُسینؑ ایک گوشہ میں بھوک کی شدّت سے تڑپ رہے تھے میں نے کہا اے دُخترِ رسول اللہؐ آپ یہ زحمت اُٹھارہی ہیں۔ آخر فضہ کس لئے ہے۔ انھوں نے جواب دیا کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایک دن تم کام کرو۔ اور ایک دن فضہ سے کام لو۔ چنانچہ آج میری باری ہے۔"۳۴؎

## ہمسایوں اور پرایوں کی خیر خواہ اور ہمدرد

حضرت فاطمہ زہراؑ کے دلِ اطہر اور قلب مطہر میں صرف اپنے متعلقین و لواحقین ہی کے لئے ہمدردی و دلسوزی کا جذبہ نہیں تھا بلکہ ہمسایوں اور پرایوں یہاں تک کہ غیروں اور بیگانوں کے لئے بھی خیر خواہی و خیر اندیشی کے جذبات آپ کے وسیع اور پاکیزہ قلب مبارک میں موجزن تھے۔ اور آپ اپنی عام زندگی میں تو ان کی ہر ممکن امداد و اعانت کرتی ہی رہتی تھیں مگر خاص طور سے نمازوں میں بھی ان کے لئے دعائے خیر کیا کرتی تھیں۔

"تاریخ میں لکھا ہے کہ رات بھر جناب فاطمہ زہراؑ اپنے بچوں کے ساتھ محرابِ عبادت میں مشغول عبادت رہیں اور جب دعا مانگنے کا وقت آیا تو آپ نے صرف دوسروں کے حق میں دعا مانگی اپنے لئے ایک بار بھی بارگاہِ الٰہی میں کسی چیز کا مطالبہ نہیں کیا۔ بچوں نے یہ دیکھ کر

سوال کیا، اے مادرِ گرامی! آپ نے رات بھر دوسروں کے حق میں تو دعا مانگی لیکن اپنے لئے ایک بار بھی دعا نہیں کی؟ حضرت فاطمہ زہراؑ نے جواب دیا: "یا بنیّ الجار ثمّ الدّار" اے بیٹے پہلے پڑوسیوں کا حق ہے پھر گھر والوں کا حق ہے۔"۳۵

## حوالہ جات:


۱۔ سورۂ والتین، آیت ۴

۲۔ سورۂ مومنون، آیت ۱۴

۳۔ فاطمۃ من قبل الولادۃ الیٰ بعد الاستشھاد، ص۹، عبداللہ عبدالعزیز ہاشمی (اُردو ترجمہ)

۴۔ علل الشرایع بحوالہ سیرۃ الفاطمہ، ص۴۰، ۴۱۔ مولانا حکیم سیّد ذاکر حسین۔ مطبوعہ افتخار بک ڈپو، لاہور

۵۔ مدارج النبوۃ، ص ۱۹۲، اعلام الوریٰ، ص ۹۱۔ بحوالہ چودہ ستارے، ص ۹۳۔ مولانا نجم الحسن کراروی، مطبوعہ نظامی پریس، لکھنؤ

۶۔ فاطمۃ من قبل الولادۃ الیٰ بعد الاستشھاد۔ ص ۱۳، ۱۴۔ عبداللہ عبدالعزیز ہاشمی (اردو ترجمہ) مطبوعہ لکھنؤ

۷۔ فاطمۃ من قبل الولادۃ الیٰ بعد الاستشھاد۔ ص ۱۴، ۱۵، سیرۃ الفاطمہ، ص ۴۳، ۴۴، چودہ ستارے، ص ۹۱

۸۔ سیرۃ الفاطمہ، ص ۷۰۔ مولانا حکیم سیّد ذاکر حسین۔ مطبوعہ افتخار بک ڈپو، لاہور

۹۔ چودہ ستارے، ص ۹۳۔ مولانا نجم الحسن کراروی۔ مطبوعہ نظامی پریس، لکھنؤ

۱۰۔ سیرۃ الفاطمہ، ص ۶۰۔ مولانا حکیم سیّد ذاکر حسین۔ مطبوعہ افتخار بک ڈپو، لاہور

۱۱۔ فاطمۃ من قبل الولادۃ الیٰ بعد الاستشھاد۔ ص ۱۳، ۱۴۔ عبداللہ عبدالعزیز ہاشمی (اردو ترجمہ) مطبوعہ لکھنؤ

۱۲۔ سیرۃ الفاطمہ ص ۶۰۔ مولانا حکیم سیّد ذاکر حسین۔ مطبوعہ افتخار بک ڈپو، لاہور

۱۳۔ فاطمۃ من قبل الولادۃ الیٰ بعد الاستشھاد۔ ص ۱۲۔ عبداللہ عبدالعزیز ہاشمی (اردو ترجمہ) مطبوعہ لکھنؤ

۱۴۔ فاطمۃ من قبل الولادۃ الیٰ بعد الاستشھاد۔ ص ۱۲۔ عبداللہ عبدالعزیز ہاشمی (اردو ترجمہ) مطبوعہ لکھنؤ

۱۵۔ فاطمۃ من قبل الولادۃ الیٰ بعد الاستشھاد۔ ص ۱۶۔ عبداللہ عبدالعزیز ہاشمی (اردو ترجمہ) مطبوعہ لکھنؤ

۱۶۔ سیرۃ الفاطمہ، ص ۶۷۔ مولانا حکیم سیّد ذاکر حسین۔ مطبوعہ افتخار بک ڈپو، لاہور

۱۷۔ فاطمۃ من قبل الولادۃ الیٰ بعد الاستشھاد۔ ص ۲۲۔ عبداللہ عبدالعزیز ہاشمی (اردو ترجمہ) مطبوعہ لکھنؤ

۱۸۔ مسند احمد بن حنبل، ج۵۔ ص ۳۳۰، موسوعۃ الکبریٰ عن فاطمۃ الزھراؑ، ج ۸۔ ص۵۸، بحوالہ ششماہی اُمّ الائمہ ج۲ شمارہ۔ ۴، ص۶۱

۱۹۔ فاطمہؑ برترین بانوئے جہان۔ آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی، ذخائر العقبیٰ۔ ص۴۷، بحوالہ ششماہی اُمّ الائمہ ج۲ شمارہ ۴ ص۶۱

۲۰۔ مضمون "بے مثال شخصیت" ۔ حجۃ الاسلام میثم زیدی مطبوعہ ششماہی اُمّ الائمہ، ج۲، شمارہ ۴، **ص۶۱**

۲۱۔ سیرۃ الفاطمہ، ص۴۲، ۴۳۔ مولانا حکیم سیّد ذاکر حسین۔ مطبوعہ افتخار بک ڈپو، لاہور

۲۲۔ سیرۃ الفاطمہ، ص۱۱۶، ۱۱۷۔ مولانا حکیم سیّد ذاکر حسین۔ مطبوعہ افتخار بک ڈپو، لاہور

۲۳۔ چودہ ستارے، ص۹۸۔ مولانا نجم الحسن کراروی۔ مطبوعہ نظامی پریس، لکھنؤ

۲۴۔ فاطمۃ من قبل الولادۃ الیٰ بعد الاستشھاد۔ ص ۲۱۔ عبداللہ عبدالعزیز الہاشمی (اردو ترجمہ) مطبوعہ لکھنؤ

۲۵۔ سیرۃ الفاطمہ، ص۱۰۰۔ مولانا حکیم سیّد ذاکر حسین۔ مطبوعہ افتخار بک ڈپو، لاہور

۲۶۔ چودہ ستارے، ص۹۷، ۹۸۔ مولانا نجم الحسن کراروی۔ مطبوعہ نظامی پریس، لکھنؤ

۲۷۔ سیرۃ الفاطمہ، ص۱۲۶۔ مولانا حکیم سیّد ذاکر حسین۔ مطبوعہ افتخار بک ڈپو، لاہور

۲۸۔ سیرۃ الفاطمہ، ص۸۰۔ مولانا حکیم سیّد ذاکر حسین۔ مطبوعہ افتخار بک ڈپو، لاہور

۲۹۔ چودہ ستارے، ص۹۷۔ مولانا نجم الحسن کراروی۔ مطبوعہ نظامی پریس، لکھنؤ

۳۰۔ چودہ ستارے، ص۹۸۔ مولانا نجم الحسن کراروی۔ مطبوعہ نظامی پریس، لکھنؤ

۳۱۔ سیرۃ الفاطمہ، ص۲۰۔ مولانا حکیم سیّد ذاکر حسین۔ مطبوعہ افتخار بک ڈپو، لاہور

۳۲۔ سیّدہؑ کی عظمت، ص ۵۔ مولانا کوثر نیازی۔ بحوالہ چودہ ستارے، ص۹۶۔ مولانا نجم الحسن کراروی۔ مطبوعہ نظامی پریس، لکھنؤ

۳۳۔ چودہ ستارے، ص۹۷۔ مولانا نجم الحسن کراروی۔ مطبوعہ نظامی پریس، لکھنؤ

۳۴۔ سیرۃ الفاطمہ، ص۱۲۱۔ مولانا حکیم سیّد ذاکر حسین۔ مطبوعہ افتخار بک ڈپو، لاہور

۳۵۔ مضمون "بے مثال شخصیت" ۔ حجۃ الاسلام میثم زیدی، مطبوعہ ششماہی اُمّ الائمہ، **ج۲، شمارہ ۴، ص۶۱**